دُعا بعد نماز جنازہ کا حکم

از قلم

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:2439799

فہرست عنوانات

Ishaate Islam

نام کتاب : دعا بعد نمازِ جنازہ کا حکم

از قلم : حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

سن اشاعت : جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ۔ جولائی ۲۰۰۷ء

تعداد : ۲۲۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھا در، کراچی فون:2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

Ishaate Islam

پیشِ لفظ

قرآن کریم میں بتایا گیا کہ دعا مانگنے والوں کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں، اور حکم دیا گیا کہ اپنے پروردگار سے دعا مانگو وہ تمہاری دعائیں قبول فرمائے گا، اور فرمایا کہ جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا میں محنت کرو اور اہلِ ایمان کی صفات میں سے ایک صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ اپنے سابقین کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں، اور پھر حدیث شریف میں دعا کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور قرآن کریم میں دُعا کے حکم سے متصل یہ بتایا گیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت (یعنی دُعا) سے تکبر کرتے ہیں، انہیں عنقریب ذلیل و رُسوا کر کے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا، اور حدیث شریف میں فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا ثابت ہے اور اسی طرح نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کے بارے میں حکمِ رسول ﷺ ہے کہ ’’جب تم نمازِ جنازہ پڑھ چکو تو خالص میت کے واسطے دُعا مانگو‘‘۔ اور نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا فعلِ رسول ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل سے ثابت ہے اور فقہاءِ احناف کے اقوال اور ان اقوال پر فتویٰ دیا جانا سب کے سب جواز و ثبوت کی بیّن دلیل ہیں۔

تعجب ہے اُن لوگوں پر جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآنی ارشادات کو فراموش کئے ہوئے ہیں اور جو حدیثِ نبوی ﷺ پر عمل کرنے کے دعویدار ہیں اور اپنا نام ہی انہوں نے اہلحدیث رکھ لیا، اگرچہ وہ صرف غیر مقلّد ہیں اور متعدد احادیثِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء کے منکر ہیں اور جو اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں اور فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ اقوال کے خلاف کرتے، بولتے اور لکھتے ہیں، خود بھی اپنی میتوں کے بدخواہ کہ ان کے واسطے بخشش کی دعا مانگنے سے گریزاں رہتے ہیں اور دوسروں کو کہتے ہیں کہ وہ بھی میت کے لئے مغفرت کی دُعا نہ کریں اور بعد نمازِ جنازہ دُعا مانگنے والوں پر بدعتی ہونے اور اُن کے عمل کو خلافِ سنّت، خلافِ اسلام بتاتے ہیں، اور یہ رسالہ جو کہ درحقیقت ہمارے دارالافتاء سے جاری ہونے والا ایسے ہی ایک معاند کے استفتاء کے جواب میں تحریر کردہ ایک فتویٰ ہے، اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد

دُعا نہ قرآن و سنّت کے خلاف ہے اور نہ ہی فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ اور مختار اقوال کے خلاف ہے بلکہ اس کا جواز قرآن و سنّت اور فقہ حنفی کے ایسے اقوال سے ثابت ہے جن پر فتویٰ ہے اور جنہیں مختار قرار دیا گیا ہے، اس ماہ جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے شعبۂ نشر و اشاعت کی کمیٹی نے ایک کرم فرما (عبدالرحمٰن قادری) کی توجہ دلانے پر فیصلہ کیا کہ ہمارے قارئین کے فائدے کے لئے اس کی اشاعت کی جائے۔ اس لیئے اس فتویٰ کا پرنٹ نکال کر مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے اپنے چند سال قبل دیئے گئے فتویٰ پر مزید کام کیا اور آپ نے اس میں ذکر کردہ احادیث کی تخریج اور حواشی تحریر فرما دیئے، اس لئے اصل فتویٰ کو بطور متن اور تخریج کو ہر صفحہ پر ایک لائن کے ذریعے علیحدہ کر دیا گیا ہے اور اس کے تحت پھر بعد میں کی جانے والی تشریحات کو بھی بطور حواشی اکٹھا کیا گیا ہے تا کہ اصل فتویٰ اور بعد میں ہونے والے کام میں امتیاز رہے اور پھر پورے رسالہ میں جن جن کُتُب سے استفادہ کیا گیا ان کے نام بمع مطبع و سنِ طباعت مآخذ و مراجع کے عنوان کے تحت نقل کر دیئے گئے اور ساتھ ہی عنوانات کو ایک فہرست کی صورت میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

لہٰذا اب اسے جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) اپنے سلسلۂ اشاعت کے 159 نمبر پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے عوام و خواص کے لئے نافع بنائے اور مصنّف اور معاونین کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقط

محمد مختار اشرفی

خادم جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

مدرّس شعبہ درس نظامی جمعیت اشاعت اہلسنّت

Ishaat Islam

دُعا بعد نمازِ جنازہ کا حکم

<u>الاستفتاء</u> : نمازِ جنازہ سے سلام پھیر کر دُعا کیلئے ہاتھ اٹھانا بدعت بھی اور غیر منطقی امر بھی ہے کیونکہ نمازِ جنازہ تو خود ہی ایک دُعا ہے نماز نہیں ہے۔ نماز اس کو محض اس لئے کہا جاتا ہے کہ تکبیرات وقیام وسلام میں نماز مشابہ ہے جیسا کہ نماز میں اس سب کچھ کے ساتھ رکوع ہے، قومہ ہے، سجدہ ہے، تشہد ہے، جو نمازِ جنازہ میں موجود نہیں ہیں، لہٰذا حقیقت میں یہ نماز نہیں۔ یہ دراصل تو دعائے جنازہ ہی ہے مگر اس کے کچھ حصہ کو نماز کا ہم شکل ہونے کی وجہ سے نماز ہی کہہ دیا گیا۔ اور پھر جب نمازِ جنازہ بجائے خود بھی ایک دُعا ہے تو دُعا کے بعد ایک اور بے محل دُعا میں کیا تک ہے۔ مزید یہ کہ اس دُعا کا حضور ﷺ سے چل کر تینوں بہترین زمانوں (صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں کہیں وجود نہیں پایا جاتا، یہ اہلِ بدعت کی اختراع ہے اور انہی کو اس پر اصرار بھی ہے۔ اس دُعا کو صرف ''اہلِ حدیث'' ہی بدعت نہیں کہتے بلکہ خود احناف کے بڑے بھی اس کو سنّت نہیں سمجھتے اور اپنے متّبعین کو اس سے منع کرتے ہیں مگر اس کا کیا کیا جائے کہ احناف کا وہ غیر علمی گروہ جس کا کام صرف ''اہلِ حدیث'' کے خلاف لڑائی جاری رکھنا ہی ہے وہ ''اہلِ حدیث'' کی ضد میں اپنے بڑوں کی بات بھی ماننے کو تیار نہیں ہم اپنے بھائیوں سے عرض کریں گے کہ وہ اس باب میں اپنے بزرگوں سے دریافت کریں۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس دُعا کو بدعت قرار دینے میں آپ کے بڑے بھی اہل حدیث کے ساتھ ہیں۔

مرقاۃ کے حضرت ملا علی قاری مشہور حنفی بزرگ ہیں وہ تحریر کرتے ہیں ''لا یدعو للمیت بعد الصلوٰة الجنازة لأنه یشبه الزیادة في الصلوٰة

الجنازة'' کہ نمازِ جنازہ سے سلام پھیر کر میت کے لئے مزید دُعا نہ کی جائے کیونکہ اس سے رسول اللہ ﷺ کی ادا کردہ نماز میں اضافہ کرنے کا شبہ دخل پاتا ہے۔

<u>باسمه سبحانه تعالیٰ و تقدس الجواب</u>:

<u>احادیث شریفہ سے ثبوت</u>:

مسلمان کے انتقال کے بعد اس کے واسطے دُعا کرنا احادیثِ نبویہ ﷺ سے ثابت ہے اور ان میں وقت کی کوئی قید نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: **عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ أَشْيَاءٍ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ"** [1]

---

[1] اس حدیث کو امام مسلم نے بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے ''صحیح مسلم'' کے کتاب الوصیة، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته (ص ۶۳۸، برقم: ۱۴ـ۱۶۳۱) میں، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ ''سنن أبی داؤد'' کے کتاب الوصایا، باب ما جاء في الصدقة (۳/۲۰۱ـ۲۰۲، برقم: ۲۸۸۰) میں، امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے ''سنن النسائی'' کے کتاب الوصایا، باب فضل الصدقة (۶/۲۵۳، برقم: ۳۶۵۰) میں، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ نے ''سنن الترمذی'' کے کتاب الأحکام، باب في الوقف (۲/۳۶۲، برقم: ۱۳۷۶) میں روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ نے ''سنن ابن ماجه'' کے المقدمه، باب: ثواب معلّم النّاس الخیر (۱/۱۴۵، برقم: ۲۴۱) میں روایت کیا اور محقق محمود محمد محمود نصّار نے لکھا کہ یہ حدیث ''صحیح'' ہے، امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ نے ''سنن الدارمی'' کے =

Ishaate Islam

=المقدمه، باب البلاغ عن رسول الله ﷺ و تعليم السُّنن (۱/۹۳، برقم:۵۹) میں، امام ابویعلی احمد بن علی بن المثنی موصلی متوفی ۳۰۷ھ نے "مسند أبی يعلی" کی مسند أبی هريره، شهر بن خوشب عن أبی هريرة (ص۱۱۳۲، برقم: ۶۴۵۰/۶۱۷) میں، امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے "الأدب المفرد" (برقم:۳۸) میں، امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری متوفی ۳۱۱ھ نے "صحيح ابن خزيمه" کے كتاب الزكاة، جماع أبوب الصدقات، باب ذكر الدليل على أن أجر الصدقة المحبسة (۴/۱۱۹۵، برقم: ۲۴۹۴) میں، امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی متوفی ۳۲۱ھ نے "مشكل الآثار" کے كتاب الصلاة، باب: ۱۶۸ (تحفة الأخيار بترتيب مشكل الآثار ۲/ ۴۷۰، برقم:۱۱۴۶) میں، اور امام ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بُستی متوفی ۳۵۴ھ نے اپنی "صحیح" میں روایت کیا ہے جیسا کہ امام علاؤالدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ نے "الإحسان بترتيب صحيح إبن حبان" کے كتاب الجنائز، ذكر البيان بأن عموم هذه اللفظة انقطع عمله لم يرد بها كل الأعمال (۵/۹، برقم:۳۰۰۵) میں نقل کیا ہے، اور ابن حبان نے "كتاب الثقات" کے ذكر الحث على نشر العلم (۱/ ۸-۹) میں۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے "كتاب الدعاء" کے الجزء السادس، باب ما يلحق الميت من الدعاء بعد موته (ص۳۷۵- ۳۷۶-۳۷۷، برقم: ۱۲۴۹- ۱۲۵۰- ۱۲۵۱) میں اور "المعجم الأوسط" کے باب الحاء من اسمه الحسين (۲/۳۳۷، برقم:۳۴۷۲) میں، اور "المعجم الصغير" کے باب من اسمه الحسين (۱/۱۴۱) میں روایت کیا ہے، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے "سنن الكبرىٰ" کے كتاب الوصايا، باب الدعا للميّت (۶/۴۵۵- ۴۵۶، برقم:۱۲۶۳۵-۱۲۶۳۶) میں، اور "الجامع لشعب الإيمان" کے الإختيار فی صدقة

التطوع (۵/۱۲۱، برقم:۳۱۷۳) میں اور "المدخل" (۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳) میں روایت کیا ہے اور اس روایت کے بارے میں "شعب الإيمان" کے محقق نے لکھا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے "المسند" ۲/ ۳۷۲ (۱۴/۴۳۸، برقم:۸۸۴۴) میں روایت کیا ہے اور مسند امام احمد کے محقق لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند "صحیح" ہے، اور علامہ ابوعمر یوسف بن عبداللہ ابن عبدالبر قرطبی متوفی ۴۶۳ھ نے "جامع بيان العلم و فضله" باب (۳) قوله ﷺ: يقطع عمل المرء بعد موته إلا من ثلاث (۱/ ۳۵-۳۶، برقم:۳۶-۳۷-۳۸) میں اور حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نے "موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان" کے کتاب (۲) العلم، باب (۶) فيمن علّم علماً (ص۴۹- ۵۰، برقم:۸۴-۸۵) میں روایت کیا ہے۔ اور البانی نے "صحيح موارد الظمآن" (۱/۱۲۲، برقم: ۷۱ /۸۴) میں لکھا کہ یہ روایت "صحيح لغيره" ہے۔

اور اس حدیث کو امام محی السنہ رُکن الدین ابومحمد الحسین بن مسعود ابن محمد الفرّاء البغوی متوفی ۵۱۶ھ نے "مصابيح السنة" کے كتاب (۲) العلم (۱/۱۶۷، برقم:۱۵۲) میں، اور امام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۱ھ نے "مشكاة المصابيح" کے كتاب العلم، الفصل الأول (۱/ ۶۰، برقم:۲۰۳-۶) میں، علامہ علاؤالدین علی المتقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے "كنز العمال" کے كتاب الخامس فی المواعظ و الرقائق و الخطب و الحكم، الفصل فی الباقيات الصالحات (۱۵/ ۴۰۰، برقم:۴۳۶۴۸) میں اور حافظ شرف الدین عبدالمؤمن بن خلف الدمیاطی متوفی ۷۰۵ھ نے "المتجر الرابح فی ثواب عمل الصالح" کے ثواب تعليم العلم الخ (ص۲۶، برقم:۳۷) =

....

= اور اس حدیث کے شاہد:

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: "إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَ حَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ: عِلْمًا عَلَّمَهُ وَ نَشَرَهُ، أَوْ وَلَدًا صَالِحاً تَرَكَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا كَرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَ حَيَاتِهِ، تَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ"

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ان اعمال اور حسنات میں سے جو مومن کو اس کی وفات کے بعد ملتے ہیں، علم ہے جو اُس نے پڑھایا اور اُسے پھیلایا، یا نیک صالح اولاد جسے وہ چھوڑ کر مرا، یا مسجد جسے اس نے بنایا، یا مکان جو اس نے مسافروں کے لئے بنایا، یا نہر جسے اس نے کھدوایا، یا صدقہ جو اس نے اپنے مال سے اپنی صحت اور زندگی میں دیا تو (ان سب کا ثواب) مرنے کے بعد اُسے ملے گا۔

اس حدیث کو امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے "الجامع لشعب الإيمان" **اور** شعب الإيمان في الزكاة، الإختيار في صدقة التطوع (۱۲۲/۵، برقم:۳۱۷۶) **میں روایت کیا ہے اور علامہ علاؤ الدین علی المتقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے** "كنز العمال" **کے** كتاب الخامس في الموعظ و الرقائق و الخطب و الحكم، الفصل في الباقيات الصالحات (۴۰۰/۱۵، برقم: ۴۳۶۵۰) **میں اور امام ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ تبریزی نے** "مشكاة المصابيح" **کے** كتاب العلم، الفصل الثالث (ص ۸۴ـ۸۵، برقم: ۲۵۴ ـ ۵۷، طبع المكتب الإسلامي) **میں نقل کیا ہے۔**

(۲) عن أنس قال قال رسول الله ﷺ: "سَبْعٌ يَجْرِي لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ، وَ هُوَ فِي قَبْرِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ: مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا، أَوْ كَرَى نَهْرًا، أَوْ حَفَرَ بِئْرًا، أَوْ غَرَسَ نَخْلاً، أَوْ بَنَى مَسْجِداً، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا، أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ" =

یعنی، حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب انسان مرجاتا

= **یعنی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سات ہیں کہ جن کا اجر بندے کے لئے جاری ہوتا ہے جب کہ وہ قبر میں ہوتا ہے: (۱) جس نے علم پڑھایا، (۲) نہر کھدوائی، (۳) یا کنواں کھدوایا، (۴) یا کھجور کا درخت لگایا، (۵) یا مسجد بنوائی، (۶) یا ترکہ میں مصحف (یعنی قرآن کریم) چھوڑا، (۷) یا ایسی اولاد چھوڑی جو مرنے کے بعد اس کے لئے بخشش کی دعا مانگتی ہے۔**

اس حدیث کو امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے "الجامع لشعب الإيمان" **کے** باب الثاني و العشرون في الزكاة، الإختيار في صدقة التطوع (۱۲۳/۵، برقم:۳۱۷۵) **میں روایت کیا ہے اور حافظ نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان ہیثمی مصری متوفی ۸۰۷ھ نے اُسے** "بزار" **کے حوالے سے** "مجمع الزوائد" **کے** كتاب العلم، باب فيمن سنّ خيراً أو غيره أو دعا إلى هدًى (۲۲۶/۱، برقم:۷۶۹) **میں نقل کیا ہے۔**

(۳) عن أبي أمامة قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "أَرْبَعَةٌ تَجْرِي عَلَيْهِمْ أُجُورُهُمْ بَعْدَ الْمَوْتِ: رَجُلٌ مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللهِ، وَ رَجُلٌ عَلَّمَ عِلْمًا فَأَجْرُهُ يَجْرِي عَلَيْهِ مَا عُمِلَ بِهِ، وَ رَجُلٌ أَجْرَى صَدَقَةً فَأَجْرُهُ لَهُ مَا جَرَتْ، وَ رَجُلٌ تَرَكَ وَلَدًا صَالِحاً يَدْعُولَهُ"

یعنی، حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ چار (اشخاص) ہیں جن کے اجر موت کے بعد اُن پر جاری رہتے ہیں (یعنی مرنے کے بعد ثواب ملتا رہتا ہے)۔ (ایک) وہ شخص اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری میں فوت ہو جائے، اور (دوسرا) وہ شخص جس نے علم پڑھایا تو جو اس پر عمل کرے گا اس کا ثواب اس (پڑھانے والے) کو ملتا رہے گا، (تیسرا) وہ شخص جو صدقہ کرے تو اس کا اجر صدقہ کرنے والے کے لئے ہے جب تک وہ جاری رہے اور (چوتھا) وہ شخص جس نے ایسی اولاد چھوڑی جو اس کے =

Ishaat Islam

ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔ صدقہ جاریہ، اور وہ علم جس سے لوگ فائدہ حاصل کریں اور نیک اولاد جو اس کے لئے دُعا کرے۔ [۲]

اس حدیث میں دُعا کا ذکر ہے جو کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں ہے جب بھی دُعا کی جائے گی میت کو فائدہ پہنچے گا چاہے نمازِ جنازہ کے بعد ہو یا دفن کے بعد ہو۔

= لئے دُعا کرتی ہو۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے "المسند" (۵/۲۶۱ـ۲۶۹ و ۳/۵۸۵، ۶۵۶، برقم:۲۲۲۴۷ـ۲۲۳۱۸ـ ۲۲۳۱۹) میں اور امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے "المعجم الکبیر" (۸/۲۰۵ـ ۲۰۶، برقم:۷۸۳۱) میں روایت کیا ہے اور حافظ نور الدین علی بن ابی بکر سلیمان ہیثمی مصری متوفی ۸۰۷ھ نے "مجمع الزوائد" کے کتاب العلم، باب فیمن سنّ خیراً أو غیرہ أو دعا إلی هُدیً (۱/۲۲۶، برقم:۷۶۸) میں اور علامہ علاؤ الدین علی المتقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے "کنز العمال" کے کتاب الخامس فی المواعظ و الرقائق و الخطب و الحکم، الفصل فی الباقیات الصالحات (۱۵/۴۰۰، برقم:۴۳۶۴۹) میں نقل کیا ہے۔

[۲] اور حدیث شریف میں اولاد کی دعا کا ذکر کرنے سے مقصود اولاد کو اپنے باپ کے لئے دعاء مغفرت پر آمادہ کرنا اور حرص دلانا ہے، یہاں تک کہا گیا کہ نیک اولاد کے نیک اعمال کا ثواب باپ کو ملتا ہے چاہے اولاد باپ کے لئے دعا مانگے یا نہ مانگے، جیسا کہ کوئی شخص لوگوں کے پھلدار درخت لگائے تو پھل کھانے والوں کا ثواب درخت لگانے والے کو ملتا ہے چاہے کھانے والے کے لئے دعا مانگیں یا نہ مانگیں، اسی طرح "حاشیۃ کتاب الثقات" (۱/ ۹) میں ہے اور اولاد کی دُعا کی قید سے مقصود یہ ہے کہ باپ کو دو جہتوں سے نفع حاصل ہو ایک اولاد کے نیک عمل سے دوسری اولاد کی دعا سے۔ اسی طرح "فضل اللہ الصمد فی توضیح الأدب المفرد" (۱/۱۰۷) میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا تدفین کے بعد دعا فرمانا:

قبر میں دفن کرنے کے بعد مرنے والے کے واسطے دُعا کرنا احادیث میں منصوص ہے چنانچہ امام ابو داؤد بن سلیمان اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں کَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ فَقَالَ: "اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِیْکُمْ وَ سَلُوْا لَهٗ بِالتَّثْبِیْتِ، فَإِنَّهُ الْآنَ یُسْأَلُ"۔ [۳]

یعنی، حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو قبر پر کچھ دیر توقف فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے دُعائے مغفرت کرو اور ثابت قدمی کی دُعا کرو، اِس لئے کہ اب اُس سے سوال کیا جائے گا۔ [۴]

---

[۳] اس حدیث کو امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ نے "سنن أبی داؤد" کے کتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف (۳/۳۵۷، برقم:۳۲۲۱) میں اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے "سنن الکبریٰ" کے کتاب الجنائز، باب (۱۳۶) ما یقال بعد اللقن (۴/۹۲ـ ۹۳، برقم: ۷۰۶۴) روایت کیا ہے، اور اس حدیث کو امام مُحی السنۃ رُکن الدین ابو محمد الحسین بن مسعود ابن محمد الفرّاء بغوی متوفی ۵۱۶ھ نے "مصابیح السنّۃ" کے کتاب الإیمان، باب إثبات عذاب القبر (۱/۱۴۹، برقم: ۹۹) میں، اور امام ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۱ھ نے "مشکاۃ المصابیح" کے کتاب الإیمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الثانی (۱/۴۷، برقم:۱۳۳ـ۹) میں اور امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ نے "الأذکار" کے کتاب الأذکار المرض و الموت، باب ما یقول بعد اللقن (ص ۲۰۲، برقم:۴۹۲) میں نقل کیا ہے۔

[۴] اور اس حدیث شریف میں تدفین سے فراغت کے بعد میت کے لئے دعائے استغفار اس =

Ishaat-e-Islam

اور امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازہ میں تشریف لے گئے میت کو قبر میں رکھنے کے بعد جب مٹی ڈال رہے تھے تو آپ نے یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ أَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا، وَ صَعِّدْ رُوْحَهَا، وَ لَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا۔ قُلْتُ: يَا ابْنَ عُمَرَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَمْ قُلْتَهُ بِرَأْيِكَ؟ قَالَ: إِنِّيْ إِذًا لَقَادِرٌ عَلَى الْقَوْلِ، بَلْ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ [۵]

یعنی، اے اللہ! اسے شیطان اور عذابِ قبر سے بچا، اے اللہ! اس کی دونوں اطراف سے زمین کو خشک فرمادے، اور اس کی روح کو بلندی عطا فرما، اور اس کی تجھ سے اس حال میں ملاقات ہو کہ تُو اس سے راضی ہو۔ راوی حضرت سعید بن المسیب کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر سے عرض کی کیا یہ چیز آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سُنی ہے یا اپنی رائے سے کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا بے شک میں جبھی اس پر قادر ہوں کہ میں ایسا کہوں بلکہ یہ وہ ایسی بات ہے جسے میں نے ایسا ہی رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے۔

نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کرنا:

اور نمازِ جنازہ کے بعد، دفن سے قبل دُعا کرنے کی ممانعت قرآن وحدیث سے

= کے لئے ثابت قدمی کی دُعا کے مشروع ہونے کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبر میں سوالات کے صحیح جواب دینے پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ قبر میں سوالات ہوتے ہیں، اسی طرح "تعليق سنن أبي داؤد" (۳/۵۷) میں ہے۔

۵ اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے "سنن ابن ماجه" کے کتاب (٦) الجنائز، باب (۳۸) ما جاء في ادخال الميت في القبير (۲/۲۵٦، برقم: ۱۵۵۳) میں، اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے "سنن الكبرى" کے کتاب الجنائز، باب (۳۵) ما يقال إذا أدخل الميت في قبره (٤/۹۱ـ۹۲) میں روایت کیا ہے۔

کہیں بھی مذکور نہیں جو نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کو نا جائز کہا جا سکے، ہاں اس کے ثبوت میں قرآن وحدیث سے دلائل موجود ہیں:

قرآن کا حکم:

قرآن میں ہے:

﴿ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۞ وَ إِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۞ ﴾ [٦]

ترجمہ: جب تم اپنی نمازوں سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے ربّ کی طرف دُعا میں رغبت کرو۔

اور شارحِ بخاری امام قسطلانی نے اس مقام پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ﴾ من الصلوة المكتوبة ﴿فَانْصَبْ وَ إِلٰى رَبِّكَ﴾ في الدعا ﴿فَارْغَبْ﴾ إليه في المسئلة [۷]

یعنی، جب فرض نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے ربّ کی طرف دُعا میں محنت کرو اور اپنے ربّ ہی کی طرف سوال میں رغبت کرو۔

اور اس کی تفسیر میں صاحبِ تفسیرِ جلالین نے لکھا ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ﴾ من الصلوة ﴿فَانْصَبْ﴾ اتعب في الدعاء ﴿وَإِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ تضرّع [۸]

یعنی، جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اپنی حاجت میں اپنے ربّ کی طرف مشقت

---

٦ الانشراح: ۹٤/۷ـ۸

۷ ارشاد الساري شرح صحيح البخاري، جلد (۷)، کتاب التفسير، سورة ألم نشرح لک، ص ٤۲۲

۸ تفسير الجلالين، سورة الانشراح، آيت ٦ـ۷

برداشت کرو۔

اور شارحِ بخاری علامہ انوار الحق محدّث دہلوی لکھتے ہیں ''یعنی وقتیکہ فارغ شوی از عبادت پس جہد کن در قضای حاجت بسوی پروردگار خود۔ ۹

یعنی، جب تو عبادت سے فارغ ہو جائے تو اپنے ربّ کی طرف اپنی حاجت کے پورا کرانے میں کوشش کر یعنی دُعا کر۔

''نمازِ جنازہ بھی فرض ہے اور اس لفظ ''صلوۃ'' میں وہ بھی داخل ہے۔ لہذا اس کے بعد دُعا کرنے کا بھی یہی حکم ہے''۔ ۱۰

فرمانِ رسول ﷺ:

اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ''۔ ۱۱

---

۹ تیسیر القاری شرح بخاری، الجلد (٤)، کتاب التفسیر، سورۃ الم نشرح، ص ٦٥٠

۱۰ وقار الفتاوی، جلد (۲)، کتاب الجنائز، نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کا حکم، ص ۳۵۷

۱۱ اس حدیث کو امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ نے ''سنن أبی داؤد'' کے کتاب الجنائز، باب الدعا للمیت (۳۴۹/۳، برقم: ۳۱۹۹) میں اور امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ نے ''سنن ابن ماجه'' کے کتاب الجنائز، باب الدعا فی الصلاۃ علی الجنازہ (۲/ ۲۳۰۔۲۳۱، برقم: ۱٤۹۷) میں روایت کیا ہے اور سنن ابن ماجہ کے محقق نے لکھا کہ یہ حدیث ''صحیح'' ہے اور امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے ''کتاب الدعاء'' (ص ٣٦٢۔٣٦٣، برقم: ١٢٠٥، ١٢٠٦) میں اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے ''سنن الکبری'' کے کتاب الجنائز، باب (١٢٠) الدعاء فی =

یعنی جب تم نمازِ جنازہ پڑھ لو تو خاص میت کے لئے دعا مانگو۔

کیا قولِ رسول ﷺ پر عمل (معاذ اللہ) بدعت و غیر منطقی امر ہے؟:

حضور ﷺ کے فرمانِ عالیشان کے بعد پھر کہنا کہ ''نمازِ جنازہ خود ہی ایک دُعا ہے نماز نہیں ہے نماز اس کو محض اس لئے کہا گیا کہ اس میں نماز جیسا اہتمام کیا جاتا ہے۔ وضو ہے، نیت ہے، قیام ہے، امام کی اتباع ہے کعبہ کی جانب منہ کیا جاتا ہے، تکبیریں کہی جاتی ہیں جبکہ نماز میں ان سب کے ساتھ رکوع ہے، قومہ ہے، سجدہ ہے، تشہد ہے جو نماز جنازہ

=صلاۃ الجنازۃ (٤/ ٦٥، برقم: ٤٩٦٤) میں اور ''معرفۃ السنن و الآثار'' کے کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنازہ و غیرہ ذلك (۳/ ۱۷۱) میں اور حافظ نور الدین ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نے ''موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان'' کے کتاب (٦) الجنائز، باب (۲۲) الإیذان بالمیت و الصلاۃ علیه (ص ۱۹۲، برقم: ٧٥٤۔٤٤٤) میں روایت کیا ہے۔

اور علامہ علاؤ الدین علی المتقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے ''کنز العمال'' کے کتاب الموت، الباب الثانی فی أمور قبل الدفن، الفصل الرابع فی الصلاۃ علی المیت (١٥/ ٢٤٧، برقم: ٢٤٢٧٢) میں، امام محی السنہ رُکن الدین ابو محمد الحسین بن مسعود ابن محمد الفرّاء البغوی متوفی ۵۱۶ھ نے ''مصابیح السنة'' کے کتاب (٥) الجنائز، باب (٥) المشی بالجنازۃ و الصلاۃ علیه (١/ ٥٥١، برقم: ١١٩٢) میں، اور حافظ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۱ھ نے ''مشکاۃ المصابیح'' کے کتاب (٥) الجنائز، باب المشی بالجنازۃ و الصلاۃ علیها (٥)، الفصل الثانی (١/ ٥٢٧، برقم: ١٦٧٤۔٢٩) میں اور حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے ''هدایة الرواۃ إلی تخریج أحادیث مصابیح و المشکاۃ'' (۲/ ۲۰۷، برقم: ١٦١٤) میں، اور بحر العلوم عبد العلی نے ''رسائل الأرکان'' (ص ١٥٥) میں نقل کیا ہے۔

Ishaate Islam

میں موجود نہیں۔ یہ دراصل دُعائے جنازہ ہی ہے مگر اس کا کچھ حصے کا ہم شکل ہونے کی وجہ سے نماز ہی کہہ دیا گیا اور پھر جب نمازِ جنازہ بجائے خود بھی ایک دُعا ہی ہے تو دُعا کے بعد ایک اور بے محل دُعا میں کیا تُک ہے'' یہ خود ایک غیر منطقی امر ہے نہ کہ دُعا بعد صلوۃ الجنازہ۔ یہ تو فرمان رسول اللہ ﷺ پر عمل ہے۔ کیا ان باتوں کا حضور ﷺ کو علم نہ تھا جب علم تھا اور یقیناً تھا پھر بھی یہ حکم ارشاد فرمایا تو ایک مسلمان کا کام ہے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کرے نہ کہ راہِ فرار کے لئے بہانے تلاش کرے جیسا کہ سائل نے تلاش کئے ہیں۔

کیونکہ اُسے حکم ہے:

﴿ وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج الاٰیۃ ﴾ [۱۲]

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (کنزالایمان)

اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے فرمایا:

﴿ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴾ [۱۳]

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (کنزالایمان)

لہٰذا دُعا بعد نمازِ جنازہ کو بدعت کہنا غیر منطقی امر ہے کیونکہ ہر ذی شعور مسلمان جانتا ہے ہر فعل جو قولِ رسول ﷺ کے عین مطابق ہو اور جس پر فعلِ رسول ﷺ اور فعلِ صحابہ شاہد ہوں وہ فعل ہرگز ہرگز بدعت نہیں ہو سکتا۔

---

[۱۲] الحشر: ۷/۵۹

[۱۳] الحشر: ۷/۵۹

۱۔ اعتراض:

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس حدیث میں جس دُعا کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد وہ دُعا ہے جو نمازِ جنازہ کے اندر مانگی جاتی ہے۔ تو اس کے دو جواب ہیں:

۱۔ نمازِ جنازہ میں مانگی جانے والی دُعا میت کے لئے خاص نہیں:

ہم نمازِ جنازہ میں دعا مانگتے ہیں **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ كَبِیْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا** الخ [۱۴]

---

[۱۴] اس حدیث کو امام ابوداوٗد نے "سنن أبي داؤد" کے کتاب (۱۵) الجنائز، باب الدعاء للمیت (۳/ ۳۵۰، برقم: ۳۲۰۱) میں اور امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نے "سنن الترمذی" کے کتاب الجنائز، باب: ما یقول فی الصلاۃ علی المیت (۲۴۱/۴، برقم: ۱۰۲۴) میں روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا: حدیث أبي إبراهیم "حدیث حسن صحیح" ۔ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے "سنن النسائی" کے کتاب الجنائز، باب الدعاء (برقم: ۱۹۸۸) میں اور امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ نے "سنن ابن ماجه" کے کتاب (٦) الجنائز، باب ما جاء فی الدعاء فی الصلاۃ علی الجنازۃ (۲/ ۲۳۰ـ۲۳۱، برقم: ۱٤۹۸) میں روایت کیا ہے اور محقق سنن ابن ماجہ نے لکھا کہ یہ حدیث "صحیح" ہے اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے "السنن الکبریٰ" کے کتاب الجنائز، باب الدعاء فی صلاۃ الجنازۃ (٤/ ٦٧ـ٦٨، برقم: ٦۹۷۱ـ٦۹۷۳) میں اور "السنن الصغریٰ" کے کتاب الجنائز، باب (٦) الصلاۃ علی الجنازۃ (۱/ ۳۵۸ـ ۳۵۹، برقم: ۱۹/۱۱۰۸، و ۲۰/۱۱۰۹) میں اور امام احمد نے "المسند" (۲/۷۳٦۸، ٤/۱۷۰، ۵/٤۱۲) میں اور حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی مصری متوفی ۸۰۷ھ نے "موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان" کے کتاب (٦) الجنائز =

Ishaate Islam

یعنی، اے اللہ ہمارے زندوں کو بخش دے ہمارے مردوں کو بخش دے ہمارے حاضروں کو بخش دے ہمارے غائبوں کو بخش دے الخ

یہ عام دُعا ہے سب کے واسطے ہے، خاص میت کے واسطے نہیں جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے "فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاء" خاص میت کے لئے دعا مانگو۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ دعا جس کا حکم حدیث شریف میں ہوا وہ دُعا جنازہ کے اندر مانگی جانے والی دُعا نہیں۔ کیونکہ فاء ماقبل اور مابعد میں ترتیب کے لئے ہوتا ہے "کافیہ"[15] اور کُتب نحو میں ہے الفاء للترتیب یعنی، فاء ترتیب کے لئے ہے "ہدایۃ النحو"[16] میں ہے نحو قام زید فعمرو، و إذا کان زید مقدماً و عمرو متأخراً بلا مھلۃ یعنی، جیسے زید کھڑا ہوا پھر عمرو، یہ اس وقت بولا جائے گا جب زید کھڑا ہونے میں مقدم ہوا اور عمرو بلا مہلت متأخر ہو[17] اس سے معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ پہلے ہے اور دُعا کا حکم اس نماز کے فوراً بعد ہے اور پھر "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ" شرط اور "فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاء" کے بطور جزا لایا گیا، پھر

=باب (٢٢) الإیذان بالمیت و الصلاۃ علیه (ص١٩٣، برقم:٧٥٧) میں روایت کیا ہے۔ اور امام ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی متوفی ٧٤١ھ نے "مشکاۃ المصابیح" کے کتاب (٥) الجنائز، باب (٥) المشی بالجنازۃ و الصلاۃ علیھا، الفصل الثانی (١/٥٢٧_٥٢٨، برقم: ١٦٧٥/٣٠، ١٦٧٦/٣١) میں نقل کیا ہے۔

[15] الکافیه لابن حاجب، الحروف، الحروف العاطفة، ص١٠٦

[16] ھدایة النحو، القسم الثالث فی الحروف، فصل: حروف العطف، ص١١٣_١١٤

[17] فاء ترتیب مہلت کے لئے آتا ہے یعنی معطوف اور معطوف کے مابین ترتیب کے ساتھ بلا تأخیر جمع کے لئے آتا ہے کیونکہ حکم معطوف علیہ کے بعد معطوف کے ساتھ بلا مہلت متعلق ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں سورۂ مومن کی آیت (١٤) اور سورۃ الحج کی آیت (٦٣) میں ہے۔

شرط اور جزا میں تغایر و تفاوت ہوتا ہے اور شرط کا وقوع پہلے ہوتا ہے اور جزا بعد میں واقع ہوتی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ دعا بعد نمازِ جنازہ ہے۔

۲۔ حدیث شریف میں حکمِ دعا بعد اِتمامِ نماز ہے نہ کہ دورانِ نماز:

حدیث شریف کے الفاظ ہیں کہ "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ" جب تم نمازِ جنازہ پڑھ لو "فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاء" تو خالص میت کے لئے دعا مانگو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا مانگنے کا حکم نماز ختم ہونے کے بعد ہے جیسا کہ قرآن میں ہے ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ الآیۃ﴾[18] یعنی جب نماز جمعہ پڑھ لی جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ۔ یہاں منتشر ہونے کا حکم نماز ختم ہونے کے بعد ہے نہ کہ دورانِ نماز، اسی طرح قرآن کریم میں ہے ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا الآیۃ﴾[19] ترجمہ: جب تم کھانا کھا چکو تو چلے جاؤ۔ یعنی اے مسلمانو! جب تم نبی ﷺ کے گھر کھانے کے لئے بلائے جاؤ تو کھانا کھانے کے بعد آپ ﷺ کے دولت خانہ سے چلے جاؤ۔ یہاں بھی چلے جانے اور منتشر ہو جانے کا حکم کھانا کھا لینے کے بعد ہے نہ کہ کھانے کی حالت میں۔ اسی طرح میت کے واسطے بھی دعا کا حکم نمازِ جنازہ پڑھ لینے کے بعد ہے نہ کہ دورانِ نماز۔

آپ ﷺ کا عمل مبارک:

دوسری حدیث جو کہ "نصب الرایہ"[20]، "کبیری"[21]، "فتح القدیر"

---

[18] الجمعة:٦٢/١٠

[19] الاحزاب:٣٣/٥٣

[20] نصب الرایة تخریج احادیث الھدایة، المجلد (٢)، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، أحادیث الصلاۃ علی الغائب، ص٢٩٢۔

[21] غنیة المستملی (کبیری) فصل فی الجنائز، ص٥٨٤

۲۲ اور "کتاب المغازی" ۲۳ میں موجود ہے علامہ واقدی نے "کتاب المغازی" میں حدیث نقل کی ہے جس میں حضرت زید بن حارث اور حضرت جعفر بن اَبی طالب کی شہادت کا ذکر ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ پر مُلکِ شام مکشوف ہوا اور آپ وہ معرکہ ملاحظہ فرمارہے تھے اور آپ نے فرمایا زید بن حارثہ نے علم اُٹھایا اور وہ میدان جنگ میں گئے یہاں تک کہ وہ شہید ہوئے پھر آپ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی اور "ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی" اور فرمایا کہ "تم بھی اس کے لئے دعائے مغفرت کرو" پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت جعفر کے عَلَم اُٹھانے، میدان جنگ میں جانے اور شہادت کا ذکر فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی وَدَعَالَہٗ وَقَالَ: "اسْتَغْفِرُوْالَہٗ" دعائے مغفرت فرمائی اور فرمایا تم بھی اس کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ ۲۴

اس حدیث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ نمازِ جنازہ کے بعد اور دفن سے قبل دُعا مانگنا تعلیمِ رسول اللہ ﷺ بھی ہے اور فعلِ رسول اللہ ﷺ بھی ہے۔

<u>حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی روایت:</u>

تیسری حدیث جو کہ "کنز العمال" میں موجود ہے ابراہیم ہجری فرماتے ہیں کہ

---

۲۲ فتح القدیر، جلد(۲)، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، فصل فی الصلوٰۃ علی المیت، ص۱۸۔

۲۳ کتاب المغازی، المجلد (۲)، غزوہ مؤتہ ص۲۱۱۔

۲۴ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: و ھذا مع ضعف الطرق فما فی المغازی مرسل من طریقین الخ

میں نے حضرت عبداللہ بن اَبی اَوفی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جو اصحابِ شجرہ میں سے تھے ان کی بیٹی فوت ہوگئیں تو كَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعَةً، ثُمَّ قَامَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا بَيْنَ التَّكْبِيْرَتَيْنِ يَدْعُوْ راوی حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ حضرت ابن اَبی اَوفی نے اپنی بیٹی کے جنازہ پر چار تکبیریں کہیں یعنی نمازِ جنازہ پڑھی اور اتنی دیر کھڑے ہو کر دُعا مانگتے رہے جتنی دیر دو تکبیروں میں کھڑے ہوئے وَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَصْنَعُ عَلَى الْجَنَائِزِ هٰكَذَا۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جنازوں پر اسی طرح کیا کرتے تھے یعنی نمازِ جنازہ پڑھ کر میت کے واسطے دُعا فرماتے۔ ۲۵

اس حدیث سے بھی اس کا ثبوت اظہر من الشمس ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا حضور ﷺ کا مبارک فعل بھی ہے اور صحابی رسول اللہ ﷺ کا فعل بھی ہے۔ ۲۶

---

۲۵ اس حدیث کو علامہ علاؤ الدین علی المتقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے "کنز العمال" کے کتاب الموت، قسم الأفعال، باب فی أشیاء قبل الموت، صلاۃ الجنازہ (۳۰۲/۱۵)، برقم: ٤٢٨٤٤، و طبع المکتب الإسلامی علی ھامش "المسند" (۲۰۳/۲) میں، ابن النجار کے حوالے سے نقل کیا ہے اور روایت کے کلمات مندرجہ ذیل ہیں: عن إبراھیم الھجری، قال رأیتُ ابن أبی أوفی، وکان من أصحاب الشجرۃ، و ماتت ابنته فتبعھا علی بغل خلفھا، فجعل النساء یرثین، فقال: لا ترثین فإن رسول اللہ ﷺ نھی عن الرثاء، و لتفض إحداکنّ من عبرتھا ما شاءت، ثم کبّر علیھا أربعاً، ثم قام بعد ذلك قدر ما بین التکبیرتین یدعو، و قال: إن رسول اللّٰہ ﷺ کان یضع ھکذا (ابن النجار)

۲۶ صحابہ کرام کا عمل:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں کہ عن ابن أبی ملیکة =

Ishaate Islam

اور حضرت ابراہیم (تابعی) کا مذہب بھی جواز کا تھا۔یعنی ان کے نزدیک بھی نمازِ جنازہ کے بعد میت کے واسطے دعا مانگنا جائز ہے۔

=قال سمعت ابن عباس يقول: وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَ يُثْنُوْنَ وَ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُّرْفَعَ وَ أَنَا فِيْهِمْ (صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب (٢) من فضائل عمر رضى اللّٰه عنه، برقم: ١٤ـ٢٣٨٩)

یعنی، ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تخت پر رکھا گیا تو (جنازہ اٹھائے جانے سے قبل) لوگ آپ پر جمع ہوگئے اور آپ کے لئے دعائیں مانگنے اور آپ کی تعریف کرنے اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے رحمت طلب کرنے لگے اور میں بھی اُن میں تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل:

امام ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ فرماتے ہیں کہ ہمیں علی بن مسہر نے حدیث بیان کی وہ روایت کرتے ہیں شیبانی سے، وہ عمیر بن سعد سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یزید بن مکفف کی نمازِ جنازہ پڑھی، پھر چلے حتی کہ ان کے پاس آئے اور یہ دُعا فرمائی: أَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ نَزَلَ بِكَ الْيَوْمَ، فَاغْفِرْلَهٗ ذَنْبَهٗ وَ وَسِّعْ عَلَيْهِ مَدْخَلَهٗ فَإِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ إِلَّا خَيْرًا وَ أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ (المصنّف لابن أبى شيبة، المجلد (٣)، كتاب الجنائز، باب (١٢٥) فى الدعاء للميت بعد ما يدفن الخ، ص ٢١٢، برقم: ٥)

یعنی، اے اللہ! تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا آج تیرا مہمان ہے، پس تو اس کے گناہ بخش دے اور اس کی قبر کو کشادہ فرمادے، ہم تو صرف اس سے نیکی کو جانتے ہیں اور تو اس کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا عمل:

شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی حنفی متوفی ۴۳۸ھ [۲۷] اور علامہ علاؤالدین ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ [۲۸] لکھتے ہیں: و لنا ما روى عن ابن عباس و ابن عمر رضى الله عنهم: أَنَّهُمَا فَاتَتْهُمَا الصَّلَاةُ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَلَمَّا حَضَرَا مَا زَادَا عَلَى الْإِسْتِغْفَارِ لَهٗ ـ واللفظ للسرخسى

یعنی، ہماری دلیل حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ آپ دونوں سے نمازِ جنازہ فوت ہوگئی پس جب آئے تو انہوں نے میت کے واسطے صرف بخشش کی دعا مانگی۔

حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ کا عمل:

حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ نکل گئی جب نمازِ جنازہ کے بعد پہنچے، آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم نے مجھ سے پہلے نماز پڑھ لی تو ان کے لئے دُعا میں مجھ سے آگے نہ بڑھو، یعنی صبر کرو دعا میں مجھے شریک ہونے دو۔ چنانچہ امام سرخسی حنفی اور علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں: و عبد الله بن سلام فاتته الصلاة على جنازة عمر، فلما حضر قال: **"إِنْ سَبَقْتُمُوْنِيْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ، فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالدُّعَاءِ لَهٗ"** [۲۹]

---

[۲۷] المبسوط للسرخسى، الجلد (٢)، كتاب الصلاة، باب غسل الميت، ص ٦١

[۲۸] بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، المجلد (٢)، كتاب الصلاة، صلوٰة الجنازة، فصل: فى بيان من يصلّى عليه، ص ٣٣٨

[۲۹] المبسوط للسرخسى: ٢/١٦١ـ أيضاً بدائع الصنائع: ٢/٣٣٨

یعنی ،حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ فوت ہوگئی تو (جب تشریف لائے تو آپ نے)فرمایا اگر تم نے امیر المؤمنین پر نماز پڑھنے میں مجھ پر سبقت کی ہے تو (اب)ان کے لئے دُعا میں مجھ سے سبقت نہ کرو۔ [۳۰]

اس سے بھی معلوم ہوا صحابہ کرام بھی نمازِ جنازہ کے بعد میت کے واسطے دعا مانگتے تھے تبھی تو حضرت ابن سلام ﷺ نے فرمایا نماز میں تو شامل نہ ہوسکا اب نماز کے بعد دُعا میں تو شامل ہونے دو۔

حکیم فعلِ قبیح کا حکم نہیں دیتا:

جب ثابت ہو چکا کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا حکمِ رسول و فعلِ رسول ﷺ و فعلِ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین ہے، اب بتایئے کہ حکیم بھی کبھی کسی قبیح شی کا امر کرتا ہے اور فرمانِ رسول ﷺ پر عمل بھی بدعت ہوسکتا ہے فعلِ رسول ﷺ کو بھی بدعت کہا جاسکتا ہے کیا صحابہ بدعتی تھے؟ انہوں نے بھی بعد نمازِ جنازہ دُعا مانگی ہے۔ خود فیصلہ کیجئے کہ دعا مانگنا غیر منطقی امر ہے یا اس کی مخالفت کرنا۔

---

[۳۰] حضرت امام حسن بصری کا عمل:

امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے ہثیم نے، وہ فرماتے ہیں خبر دی ہمیں ابوحرہ نے وہ روایت فرماتے ہیں امام حسن سے أَنَّهُ إِذَا سَبَقَ بِالْجَنَازَةِ يَسْتَغْفِرُلَهَا وَ يَجْلِسُ أَوْ يَنْصَرِفُ (المصنّف لابن أبی شيبة، المجلد (٣)، كتاب الجنائز، باب (١٦٣) من كان لا يرى الصلاة عليها الخ، ص ٢٤٠، برقم:٢)

یعنی، نمازِ جنازہ جب آپ سے پہلے ہو جاتی تو آپ میت کے لئے بخشش کی دُعا مانگتے اور بیٹھ جاتے یا لوٹ جاتے۔

خام خیالی کا ازالہ:

سوال میں لکھا ہے، ''اس دُعا کا حضور ﷺ سے چل کر تینوں بہترین زمانوں (صحابہ، تابعین، تبع تابعین)میں کہیں وجود نہیں پایا جاتا''، آپ خود بتایئے کہ یہ سچ ہے یا جھوٹ؟ یقیناً جھوٹ ہے۔

یہ لوگ خود اپنی میتوں کے بھی دشمن ہیں جو ان کے لئے مغفرت کی دُعا تک نہیں مانگتے اور دُعا مانگنے والوں کو روکتے ہیں اور ان کی دیدہ دلیری تو دیکھئے جو اللہ تعالیٰ سے بھی مانگنے سے منع کرنے لگے ہیں اور (معاذ اللہ)اللہ سے مانگنے کو بھی بدعت کہنے لگے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ الآیۃ﴾ [۳۱]

ترجمہ: مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا۔ (کنز الایمان)

کیا اللہ تعالیٰ سے مانگنا بھی بدعت ہوسکتا ہے؟ العیاذ باللہ۔

اور لکھا ہے کہ ''اور پھر جب نمازِ جنازہ بجائے خود بھی ایک دُعا ہی تو ہے تو دُعا کے بعد ایک اور بے محل دُعا کی کیا تُک ہے۔'' کیا دُعا کا بھی محل ہے۔ یعنی قرآن و حدیث میں کہیں ذکر ہے کہ فلاں وقت دُعا نہ مانگو حالانکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن میں ارشاد فرماتا ہے

﴿اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ الآیۃ﴾ [۳۲]

ترجمہ: میں دُعا مانگنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دُعا مانگتا ہے۔

ہر عبادت کا وقت مقرر ہے لیکن دُعا ایسی عبادت ہے جس کا کوئی وقت مقرر نہیں اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا ''دُعا بکثرت کرو، جب تم میں سے کوئی دُعا مانگے تو کثرت سے دُعا

---

[۳۱] المؤمن: ٤٠/٦٠

[۳۲] البقرة: ٢/١٨٦

مانگے اس لئے کہ وہ اپنے ربّ سے ہی سوال کرتا ہے''۔

قرآن کے مطلق حکم پر زیادتی جائز نہیں:

قرآن سے تو ثابت ہے جب بھی دُعا مانگی جائے وہی محل ہے۔ان کے نزدیک اللہ سے مانگنا بھی جائز نہیں کہ فلاں وقت نہ مانگو کیونکہ یہ محل نہیں ہے۔انہوں نے تو کتاب اللہ کے مطلق کو مقیّد کیا ہے، وہ کس دلیل سے مقیّد کیا ہے؟ کیونکہ کتاب اللہ کے مطلق کو تو صرف آیت قرآنی متواتر یا مشہور حدیث سے مقیّد کیا جاسکتا ہے اور ان کے پاس کونسی دلیل ہے؟

۲۔ اعتراض (احناف کا غیر علمی گروہ):

سوال میں ایک اور اعتراض یہ کیا کہ ''دعا مانگنے والے احناف کا غیر عملی گروہ ہے''۔

جواب:

یہ اعتراض ہی بے علمی کی علامت ہے کیونکہ مذہب احناف اس کے برعکس ہے۔

احناف کا مذہب:

احناف کا مذہب سُنیئے علامہ محمد بن فضل بن انیف ابوبکر فضلی الکماری متوفی ۳۸۱ھ جن کے متعلق علامہ عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ لکھتے ہیں کہ کان إماماً کبیراً و شیخاً جلیلاً معتمداً فی الروایۃ مقلّداً فی الدرایۃ ۳۳

یعنی، وہ امام کبیر اور شیخ جلیل تھے روایت میں معتمد اور درایت میں مقلد تھے۔

۳۳ الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ، حرف المیم، محمد بن الفضل ابو بکر الفضلی الکماری، ص ۱۹٤

چنانچہ برجندی شرح وقایہ جلد (۱)، ص ۱۸۰ پر ہے کہ امام فضلی فرماتے ہیں: لا بأس به

یعنی، نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ ''کنز الدقائق'' ۳۴ کی عبارت کہ ''نماز جنازہ چار تکبیریں ہیں، پہلی کے بعد ثناء، دوسری کے بعد نبی ﷺ پر درود، اور تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد سلام'' کے تحت لکھتے ہیں: و قید بقوله بعد الثالثة لأنه لا یدعو بعد التسلیم کما فی "الخلاصة" و عن الفضلی لا بأس به ۳۵

یعنی، مصنّف نے دعا کے لئے تیسری تکبیر کے بعد قید لگائی اس لئے کہ (اگر اس وقت اس نے دعا نہ مانگی تو) سلام پھیرنے کے بعد نہیں مانگے گا (اس طرح میت کے واسطے دعا ہی رہ جائے گی) جیسا کہ ''خلاصۃ الفتاویٰ'' میں ہے اور امام فضلی سے مروی ہے سلام کے بعد میت کے لئے دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نمازِ جنازہ کے بعد دُعا میں زیادتی علی الصلوٰۃ کا شبہ صفوں میں انتشار سے ختم ہوجاتا ہے لہٰذا کراہت کا حکم نہیں لگے گا کیونکہ کراہت کے حکم کا مدار جس علّت پر ہے، وہ علّت ہے زیادتی علی الصلوٰۃ کا شبہ، جب صفیں توڑنے سے علّت باقی نہ رہی تو حکم بھی باقی نہیں رہے گا۔اسی طرح ''بیاض فضل اللہ'' میں ہے۔ ۳۶

حدیث شریف میں ہے اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ، فَلَمَّا فَرَغَ جَاءَ عُمَرُ، وَ مَعَهٗ قَوْمٌ، فَاَرَادَ اَنْ یُّصَلِّیَ ثَانِیًا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "اَلصَّلَاۃُ عَلَی الْجَنَازَۃِ لَا

۳۴ کنز الدقائق، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، فصل، ص ۵۱۔۵۲

۳۵ البحر الرائق، المجلد (۲)، کتاب الجنائز، فصل، ص ۱۸۳

۳۶ بیاض فضل اللہ، جلد (۱)، ص ۱۴۲، مخطوط مصوّر

Ishaate Islam

تُعَادُ، وَلٰکِنْ اُدْعُ لِلْمَیِّتِ وَ اسْتَغْفِرْلَهٗ ۔ [۳۷]

یعنی، نبی ﷺ نے کسی کی نمازِ جنازہ پڑھائی، جب فارغ ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے اور آپ نے دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا، تو انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''نمازِ جنازہ لوٹائی نہیں جاتی، (یعنی دوسری بار نہیں پڑھائی جاتی) لیکن تم میت کے واسطے دُعا مانگو اور اس کے لئے بخشش طلب کرو۔

اور علامہ کاسانی لکھتے ہیں: **و ھذا نص فی الباب** [۳۸]

یعنی، یہ اس باب میں نص ہے۔

اسی طرح مروی ہے کہ حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نمازِ جنازہ کے لئے تشریف لائے جبکہ نمازِ جنازہ پڑھی جا چکی تھی تو دونوں نے صرف میت کے واسطے بخشش کی دعا مانگی۔ [۳۹]

مذکورہ دونوں حدیثیں حنفی فقہ کی مشہور و مستند کتاب ''المبسوط'' اور ''بدائع الصنائع'' ہی میں مذکور ہیں اور ان کے مؤلف شمس الائمہ ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی متوفی ۴۳۸ھ اور علامہ علاؤالدین ابو بکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ حنفی بزرگ ہیں اور سائل بجائے مسلمانوں کو حیران بلکہ پریشان کرنے کے، یہ بات اپنے علم میں لائے کہ ۴۳۸ھ اور ۵۸۷ھ تک اس گروہ کا نام ابھی انہیں الاٹ نہیں ہوا تھا، اُمت ائمہ اربعہ پر جمع تھی، گروہ

۳۷ بدائع الصنائع: ۲/ ۳۳۷

۳۸ بدائع الصنائع: ۲/ ۳۳۷۔ أیضاً المبسوط للسرخسی: ۲/ ۶۱

۳۹ بدائع الصنائع، المجلد(۲)، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان من یصلی علیہ ص ۲۲۷۔ ۲۲۸

کا معرضِ وجود میں آنا تو دُور کی بات غیر مقلّدیت کا اظہار کرنا بھی مشکل تھا اس وقت جو ایسی ذہنیت رکھتے تھے وہ بھی مسلمانوں سے خائف ہو کر اپنے آپ کو ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کا مقلّد گردانتے تھے تو حنفی بزرگ کا ان کے ساتھ ہونا تو بہت دُور کی بات ہے۔ اور یہ الزام سب سے پہلے غیر مقلّدین پر آتا ہے کہ خود کو ''اہلِ حدیث'' کہتے ہیں اور حدیث کو مانتے نہیں، یہ لوگ صرف ہم اہلسنّت کی مخالفت میں حدیثِ نبوی ﷺ اور آثارِ صحابہ کا انکار کرتے ہیں عمل نہیں کرتے کیونکہ اگر عمل کرتے ہیں تو اہلسنّت کے ساتھ موافقت ہو جاتی ہے وہ انہوں نے کرنی نہیں۔

۳۔ اعتراض (تکرارِ دعا درست نہیں):

اور اگر نمازِ جنازہ خود دعا ہے اور نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے میں تکرارِ دعا ہے جو صحیح نہیں۔

جواب:

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''بدائع الصنائع'' میں ہے کہ لا بأس بتکرار الدعاء ۔ [۴۰]

یعنی، تکرارِ دعا میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور اسی فصل میں لکھتے ہیں: **لأن التنفل بالدعاء و الاستغفار مشروع و بالصلاۃ علی الجنازۃ غیر مشروع** [۴۱]

یعنی، دُعا اور استغفار کے ساتھ تنفّل مشروع ہے اور نفل نمازِ جنازہ مشروع

۴۰ بدائع الصنائع، المجلد(۱)، کتاب الصلاۃ، صلاۃ الجنازۃ، ص ۲۲۷

۴۱ بدائع الصنائع: ۲/ ۳۳۸

Ishaat e Islam

نہیں ہے۔

اور نعمانِ ثانی مخدوم عبدالواحد سیوستانی حنفی متوفی ۱۲۲۴ھ سے سوال کیا گیا کہ ’’دعا خواستن بعد از نماز جنازہ رواست یا نہ؟‘‘ یعنی نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں تو آپ نے جواب میں لکھا ”الظاھر أنه جرى بذلك عرف أهل الاسلام و قد ورد في الحديث: ”مَارَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَناً فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ“ [۴۲]

انتهى على أنه ذكر في ”العالمگيرية“ [۴۳]: و يستحب إذا دفن الميّت أن يجلسوا ساعة عند القبر بعد الفراغ بقدر ما

---

[۴۲] اس حدیث کو امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے ”المسند“ اور ”كتاب السنّة“ روایت کیا ہے اور امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ لکھتے ہیں کہ امام احمد نے اسے حدیث وائل عن ابن مسعود روایت کیا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو ان میں آپ ﷺ کے لئے اصحاب کو چن لیا، پس انہیں اپنے دین کے مددگار اور اپنے نبی کے وزیر بنا دیا، پس جسے مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے، جسے مسلمان بُرا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُرا ہے“۔ اور یہ روایت ”موقوف حسن“ ہے اور اس طرح اس کی بزار، طیالسی، طبرانی اور ابو نعیم نے ”حلیه“ میں ترجمۂ ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں اس کی تخریج فرمائی، بلکہ یہ امام بیہقی کے ہاں ”الاعتقاد“ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری وجہ کے ساتھ مروی ہے (المقاصد الحسنة، الباب الأول، حرف الميم، ص ۳۵۹، برقم: ۹۵۹)

[۴۳] الفتاوى الهندية، المجلد (۱)، كتاب الصلاة، الباب الحادي و العشرون، الفصل السادس في القبر و الدفن الخ، ص ۱٦٦

ينحر جزور و تقسم لحمها يتلون القرآن و يدعون للميّت و لا يخفى أن هذا الدعاء واقع بعد الصلوٰة فيدل على شرعية الدعاء بعد الصلوٰة في الجملة، فتدبّر و الله أعلم.“ [۴۴]

یعنی، ظاہر یہ ہے کہ اہلِ اسلام کا نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے میں عُرف جاری ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے ’’جسے مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے‘‘۔ اسی بنا پر ’’فتاویٰ عالمگیریہ‘‘ میں ذکر کیا گیا ہے اور جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جائے تو دفن سے فارغ ہونے کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے کہ جتنی دیر میں اونٹ کو نحر کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکے، اس وقت میں قرآن کی تلاوت کریں اور میت کے واسطے دُعا مانگیں۔ اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یہ دُعا نماز کے بعد ہے تو یہ جملہ نمازوں کے بعد دُعا کے مشروع ہونے کی دلیل ہے۔ [۴۵]

---

[۴۴] فتاوى واحدى، المجلد (۱)، كتاب الجنائز، ص ۲٥٤

[۴۵] نعمان ثانی مخدوم عبدالواحد سیوستانی حنفی متوفی ۱۲۲۴ھ نے دُعا بعد نمازِ جنازہ کے مشروع ہونے پر اس سے استدلال فرمایا کہ اہلِ اسلام میں نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے کا عُرف جاری ہے اور اہلِ اسلام اسے اچھا جانتے ہیں اور حدیث شریف ہے کہ ’’مسلمان جسے اچھا جانے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے‘‘، مخدوم علیہ الرحمہ نے اپنے زمانے کے عُرف کا ذکر کیا ہے اور حضرت ۱۲۲۴ھ میں فوت ہوئے ہیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج سے دو سو سال قبل بھی نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا عام تھا اور روکنے والا کوئی نہ تھا۔ اہلِ اسلام سے مراد عوام الناس نہیں ہے بلکہ علماء اور فقہاء مراد ہیں کیونکہ نمازِ جنازہ وہی پڑھاتا ہے جو اُن میں افضل ہوتا ہے اور جو اِس علاقے کے رسم و رواج اور عادات سے واقف ہیں، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے علماء=

=وفقہاء کو ترجیح دی جاتی ہے۔اور مخدوم علیہ الرحمہ کا دوسرا استدلال تدفین کے بعد قبر پر تلاوت قرآن اور میت کے لئے دُعا سے اس طرح فرمایا کہ یہ دُعا مانگنا مستحب ہے تو ظاہر ہے کہ وہ دُعا نمازِ جنازہ کے بعد ہے تو ثابت ہوا کہ نمازِ جنازہ کے بعد تدفین سے قبل دُعا بھی درست ہے۔اور علماء کرام نے اس کے جواز کی تصریح بھی کی ہے۔

جواز کی تصریح:

أقول: رأيت في "حاشية خزانة الروايات" بخط بعض العلماء، و قرأة الفاتحة و الدعاء للميت قبل الدفن يجوز لأن أبا حنيفة لما مات فختم سبعين ألف ختمة قبل الدفن (حاشية خزانة الروايات، ص ١٤١)

یعنی، احقر نعیمی کہتا ہے کہ میں نے ''خزانۃ الروایات'' کے حاشیہ میں بعض علماء کے خط سے لکھا ہوا دیکھا کہ تدفین سے قبل فاتحہ پڑھنا اور میت کے لئے دعا مانگنا جائز ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا جب وصال ہوا تو آپ کی تدفین سے قبل ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) ختم ہوئے۔

اسی طرح علماء کرام نے دُعا بعد نماز جنازہ کو غیر مکروہ قرار دیا ہے اور اس کو مختار اور مفتی بہ قرار دیا ہے۔

مختار و مفتی بہ قول:

مولانا عبد اللطیف چشتی قادری نقشبندی کے فتاویٰ میں ہے کہ چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان متین درین مسئلہ کہ بعض علماء بعد از تمام کردن نمازِ جنازہ دعا مکروہ میگویند این درست است یا نہ؟

ھو المصوّب للجواب: بقول حضرت ابی بکر بن حامد دُعا بعد نمازِ جنازہ مکروہ=

ملا علی قاری حنفی کا پیش کردہ حوالہ:

سائل نے اپنے سوال میں علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری صاحب مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کی عبارت پیش کی ہے آپ علیہ الرحمہ نے ''مرقات'' میں لکھا ہے: لا يدعوا للميّت بعد صلوة الجنازة، لأنه يشبه الزيادة في صلوة الجنازة.

جواب:

ملا علی قاری نے یہ اس لئے لکھا ہے کہ فقہاء کرام بہت محتاط ہوتے ہیں وہ بدمذہبوں سے ذرا بھی مشابہت سے احتراز فرماتے ہیں چونکہ احناف کے نزدیک نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں ہیں جبکہ شیعوں کے ہاں پانچ تکبیریں ہیں، لہٰذا نمازِ جنازہ کے مکمل ہونے کے بعد اگر وہیں کھڑا رہ کر دُعا کرے گا تو عوام کو یہ شبہ نہ ہو کہ اہلسنّت کے نزدیک چار تکبیروں کے سوا بھی زائد کا حکم ہے۔لہٰذا آپ علیہ الرحمہ نے کراہت کا فتویٰ دیا۔مگر جب چوتھی تکبیر کے بعد صفیں منتشر ہو جائیں پھر دُعا کی جائے تو ہرگز مشابہت نہ ہوگی۔لہٰذا ملا علی

=است لیکن بقول حضرت محمد بن فضل مکروہ نیست مختار و مفتی بہ ہمیں است۔برجندی (فتاوی شهابية، ص ٤٠)

یعنی، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض علماء نمازِ جنازہ پوری کرنے کے بعد (میت کے واسطے) دعا مانگنے کو مکروہ کہتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟

ھو المصوّب للجواب: حضرت ابوبکر بن حامد کے قول کے مطابق دعا بعد نماز جنازہ مکروہ ہے لیکن بقول حضرت محمد بن فضل کے (دعا بعد نمازِ جنازہ) مکروہ نہیں ہے مختار و مفتی بہ یہی ہے بحوالہ برجندی (یعنی مختار اور فتویٰ اس پر ہے کہ دعا بعد نمازِ جنازہ مکروہ نہیں ہے)

Ishaate Islam

قاری کا لگایا گیا حکم قباحت لنفسہ کی بناء پر نہیں بلکہ مشابہتِ رافضہ کی بناء پر ہے۔ لہٰذا صفیں ٹوٹنے سے جب مشابہت کا ڈر ہی نہ رہا تو علّت نہ رہی اور علّت نہ رہی تو معلول یعنی کراہت کا حکم بھی باقی نہ رہا۔

و اللہ تعالی أعلم بالصواب

المفتي محمد عطاء اللہ النعيمي

رئيس دار الافتاء

(جمعيت اشاعت اهلسنت پاکستان)

الاثنين، ٢٦ ربيع الآخر ١٤٢٣ھ، ٨ جولائي ٢٠٠٢ء

مآخذ ومراجع

☆ الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، الطبعة الثانية ١٤٢٢ھ ـ ١٩٩٦م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ الأدب المفرد للبخارى مع شرحه الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ ـ ٢٠٠٢م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ إرشاد السارى شرح صحيح البخارى، ١٤٢١ھ ـ ٢٠٠٠م، دار الفكر، بيروت

☆ البحر الرائق، أيج أيم سعيد كمپنى، كراتشى

☆ بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، تحقيق على محمد معوّض و شيخ عادل أحمد عبدالموجود، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ ـ ١٩٩٧م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ بياض فضل اللّٰه، مخطوط مصوّر فى دار الكتب انوار المحددية النعيمية، كراتشى

☆ تحفة الأخيار بترتيب مشكل الآثار، تحقيق و ترتيب أبى الحسين خالد محمود الرباط، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ ـ ١٩٩٩م، دار بلنسية، الرياض

☆ تفسير الجلالين، الطبعة التاسعة ١٤١٩ھ ـ ١٩٩٨م، دار ابن كثير، بيروت

☆ تيسير القارى شرح صحيح البخارى، مكتبه علوى محمد على لكهنوى

☆ جامع بيان العلم و فضله لا بن عبد البر، تحقيق أبو عبدالرحمٰن فواز أحمد زمرلى، الطبعة الأولى ١٤٢٤ھ ـ ٢٠٠٣م، دار ابن حزم، بيروت

☆ الجامع لشعب الإيمان، تحقيق الدكتور عبدالعلى عبدالحميد حامد، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٣ھ ـ ٢٠٠٣م، مكتبة الرُّشد الرياض

☆ حاشية خزانة الروايات، محظوط مصوّر فى دار الكتب لجمعية إشاعة أهل السنّة (پاكستان)

☆ رسائل الأركان، مكتبه إسلاميه كوئته

☆ سنن أبى داؤد، إعداد و تعليق عزّت عبيد لدعاس و عادل السيد، الطبة الأولى ١٤١٨ھ ـ ١٩٩٧م، دار ابن حزم، بيروت

☆ سنن ابن ماجة، تحقيق محمود محمد محمود حسن نصّار، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ ـ ١٩٩٨م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ سنن الترمذى، تحقيق محمود محمد محمود حسن نصّار، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ ـ ١٩٩٥م، دار الكتب العلمية بيروت

☆ سنن الدارمى، تخريج الشيخ محمد عبدالعزيز الخالدى، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ ـ ١٩٩٦م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ السنن الصغرىٰ للبيهقى، تحقيق خليل مأمون شيحا، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ ـ ١٩٩٩م، دار المعرفة، بيروت

☆ السنن الكبرىٰ للبيهقى، تحقيق محمد عبدالقادر عطاء، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ ـ ١٩٩٩م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ سنن النسائى، ضبط و توثيق صدقى جميل العطّار، ١٤١٥هـ ـ ١٩٩٥م، دار الفكر، بيروت

☆ شرح السنّة، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠٣م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ صحيح ابن خزيمة، تحقيق محمد الأعظمى، الطبعة الثالثة ١٤٢٤هـ ـ ٢٠٠٣م، المكتب الإسلامى، بيروت

☆ صحيح مسلم، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ ـ ٢٠٠١م، دار الكتب العلمية بيروت

☆ صحيح موارد الظّمآن، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠٢م، دار الصّميعى للنشر و التوزيع، الرياض

☆ العيال لابن أبى الدنيا، تحقيق نجم خلف، الطبعة الأولى ١٩٩٠م، دار ابن القيم، الدمام

☆ غنية المستملى بشرح منية المصلّى، سهيل آكادمى، لاهور

☆ فتاوىٰ شهابية، مكتبة حقانية، كوئٹة

☆ فتاوىٰ واحدى، ١٣٤٦هـ ـ ١٩٢٧م، مطبع كيلانى اليكترك، لاهور

☆ الفتاوىٰ الهندية، الطبعة الثالثة ١٣٩٣هـ ـ ١٩٧٣م، دار المعرفة، بيروت

☆ فتح القدير، دار إحياء التراث العربى، بيروت

☆ فضل اللّٰه الصمد بتوضيح الأدب المفرد، تعليق شمس الدين، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠٢م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ الفوائد البهية فى تراجم الحنفية، قديمى كتب خانه، كراتشى

☆ الكافية، ٢٠٠٣م، مكتبه اعلىٰ حضرت، لاهور

☆ كتاب الأذكار للنووى، تحقيق بشير محمد عيون، الطبعة الثالثة ١٤٢٤هـ ـ ٢٠٠٣م، مكتبة دار البيان، دمشق

☆ كتاب الثقات لابن حبان، الطبعة ١٣٩٣هـ ـ ١٩٧٣م، دائرة المعارف العثمانيه بحيدر آباد دكن، الهند

☆ كتاب الدعاء للطبرانى، تحقيق مصطفى عبدالقادر عطاء، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ ـ ٢٠٠١م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ كتاب المغازى، تحقيق محمد عبدالقادر و أحمد عطاء، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ ـ ٢٠٠٤م، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت

☆ كنز الإيمان فى ترجمة القرآن، مكتبه رضويه كراتشى

☆ كنز الدقائق، قديمى كتب خانه، كراتشى

☆ كنز العمال فى سنن الأقوال و الأفعال، تحقيق محمود عمر الدمياطى، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ ـ ٢٠٠٤م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ كنز العمال على هامش مسند الإمام أحمد، المكتب الإسلامى، بيروت

☆ المبسوط للسرخسى، قدّم له الشيخ خليل، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ ـ ٢٠٠٠م، دار الفكر، بيروت

☆ المتجر الرابح فى ثواب العمل الصالح، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ ـ ٢٠٠٣م، مؤسسة الكتب الثقافية بيروت

☆ مجمع الزوائد و منبع الفوائد، تحقيق محمد عبدالقادر أحمد عطاء، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠١م، دار الكتب العلمية بيروت

☆ المدخل للبيهقى، تحقيق محمد الأعظمى، دار الخلفاء للكتاب الإسلامى، الكويت

Ishaate Islam

☆ مسند أبي يعلى، تحقيق و تخريج الشيخ خليل مأمون شيحا، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ ـ ٢٠٠٥م، دار المعرفة بيروت

☆ المسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق و تعليق شعيب الأرنؤوط و عادل مُرشد، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ ـ ١٩٩٧م، مؤسسة الرسالة بيروت

☆ المسند الإمام أحمد بن حنبل، دار الكتب الإسلامي، بيروت

☆ مشكوٰة المصابيح، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، الطبعة الثالثة ١٤٠٥هـ ـ ١٩٨٥م، المكتب الإسلامي، بيروت

☆ مصابيح السنّة للبغوي، تحقيق الدكتور يوسف عبدالرحمٰن، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ ـ ١٩٨٧م، دار المعرفة بيروت

☆ المعجم الأوسط للطبراني، تحقيق محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعي، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ ـ ١٩٩٩م، دار الفكر، بيروت

☆ المعجم الصغير للطبراني، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ المعجم الكبير للطبراني، تحقيق حملى عبدالحميد، ١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠٢م، دار إحياء التراث العربي، بيروت

☆ المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشهورة على الألسنة تصحيح و تعليق عبدالله محمد صديق، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ ـ ١٩٨٧م، دار الكتب العلمية بيروت

☆ موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان، تحقيق محمد عبدالرزاق حمزه، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ نصب الراية تخريج أحاديث الهداية، تحقيق أحمد شمس الدين، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠٢م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ وقار الفتاویٰ، ترتيب مولانا محمد شعيب قادری، بزم وقار الدين، كراتشي

☆ هداية الرواة إلى تخريج أحاديث المصابيح و المشكاة، تحقيق علي بن حسن عبد الحميد الحلبي، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠١م، دار ابن عفان، القاهرة، مصر

☆ هداية النحو، قديمی كتب خانه، كراتشي

توجہ فرمائیے

ادارے کی ہدیۃً شائع شدہ کتب

کہی ان کہی — زکوٰۃ کی اہمیت

رمضان المبارک معزز مہمان یا محترم میزبان

عید الاضحیٰ کے فضائل اور مسائل

امام احمد رضا قادری رضوی، حنفی رحمۃ اللہ علیہ مخالفین کی نظر میں

میلاد ابن کثیر

عورتوں کے ایّام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم

ان **کتب خانوں پر دستیاب ہیں**

مکتبہ برکات المدینہ، بہارِ شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی

مکتبہ غوثیہ ہول سیل، پرانی سبزی منڈی، نزد عسکری پارک، کراچی

ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی

مکتبہ انوار القرآن، میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی (حنیف بھائی انگوٹھی والے)

مکتبہ فیض القرآن، قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی

Ishaate Islam